© rasailojaraid.com

قسط (۲۰)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

حضرت عمرؓ کے اہم فیصلے

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظمِ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڈھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

احادیث قرآنِ حکیم سے مؤخر ہیں

ملّت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ احادیث قرآنِ حکیم سے مؤخر ہیں یعنی قرآن کے فیصلہ کو عدالت مسترد اور مرجوح نہیں قرار دے سکتی ہے۔ لیکن ماتحت عدالت کے فیصلہ کو قرآنِ حکیم مسترد اور مرجوح قرار دے سکتا ہے۔

مرتبۃ السنۃ التاخر عن الکتاب فی الاعتبار [1] — اعتبار میں سنت کا درجہ کتاب اللہ سے مؤخر ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ قرآنِ حکیم اصول و کلیات کی کتاب ہے جس میں جزئیات کی تفصیل اور احکام کے موقع کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔

فالقرآن علی اختصارہ جامع ولا یکون جامعا الا والمجموع فیہ امور کلیات [2] — قرآن اپنے اختصار کے باوجود جامع ہے اور جامع اس بنا پر ہے کہ اس میں امورِ کلیہ کا بیان ہے۔

قرآنِ حکیم نے احکام بیان کرنے میں درج ذیل صورتیں اختیار کی ہیں۔

---

[1] الموافقات جزو رابع المسئلۃ الثانیہ ص۴۔ [2] ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱) بعض احکام کے صرف مقاصد بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے ان کی شکل وصورت متعین نہیں کی ہے۔

(۲) بعض احکام میں صرف حدود اربعہ کا ذکر کردیا ہے اور شکل وصورت سے بحث نہیں کی ہے۔

(۳) بعض احکام میں اصولی اور عمومی انداز کی گفتگو ہے اور جزئیات کی تشریح نہیں ہے۔

(۴) بعض احکام میں جزئیات کی تشریح ہے لیکن موقع ومحل متعین کرنے کی اجازت دی ہے۔

یم کا اندازِ بیان
تور کے لئے ناگزیر ہے

دائمی حیثیت کے "دستور" کے لئے یہ اندازِ بیان ناگزیر ہے اگر اس کی خلاف ورزی ہوتی اور تعیین وتفصیل کے ساتھ احکام بیان کردئے جاتے تو اس کی دستوری و حیثیت نہ باقی رہتی نیز ایک دو یا دو زمانہ کے ساتھ وہ محدود ہو کر رہ جاتا۔

مذکورہ " اندازِ بیان " کے بعد بہت سے کام باقی رہ جاتے ہیں جن کے مستقل انتظام واہتمام کے بغیر دستور " قابلِ عمل بنتا اور نہ بے لگام عقل وہوس کی موشگافیوں اور سرمستیوں سے محفوظ رہتا ہے۔

" نقشہ " کے مطابق اگر تعمیرِ عمارت کا منظم پروگرام نہ ہو اور اس کو عملی شکل دیتے وقت نگرانی کا اہتمام لوئی نقشہ بروئے کار آتا ہے اور نہ کوئی عمارت مطابقت کی ضمانت حاصل کرتی ہے۔ اسی بناء پر بارک وتعالیٰ نے " نقشہ " کو عملی شکل دینے کے لئے " محکمہ " انجینیرنگ " کے قیام کو اہمیت دی جس میں انجنیر ترر کو اپنے ذمہ لیا۔ اور محکمہ کے دوسرے کارپردازوں کو انجنیر کی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ حسب حیثیت حیت تربیت کر کے کام کی سپردگی کا انتظام کر جائے۔

اس طرح رسول اللہؐ کا تقرر براہِ راست اللہ کی طرف سے ہوا اور آخر دم تک ہدایات ونگرانی کا سلہ جاری رہا۔ پھر آپ کے بعد صحابۂ کرامؓ نے کام کو سنبھالا جن کی تربیت ونگرانی میں رسول اللہؐ کا دست ہ مصروفِ عمل رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام وہ کام انجام دئے جو " دستور " کو قابلِ عمل بنانے اور بے لگام ہا وہوس کی موشگافیوں وسرمستیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ناگزیر تھے۔ اسی طرح صحابۂ کرامؓ نے تمام امور کی نگہداشت کی جو حالات وزمانہ کی رعایت کرنے اور " دستور " کو دائمی شکل میں برقرار رکھنے لئے لازمی تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ کی تفصیل کے بارے میں فقہاء کا فیصلہ

رسول اللہؐ کے کام کی چونکہ دستور میں بالتفصیل وضاحت نہ تھی (قاعدہ کے مطابق ہونی بھی نہ چاہیئے) اور دستور کو قابلِ عمل بنانے اور محفوظ رکھنے کے لئے وہ کام ناگزیر تھے اس بنا پر فقہاء نے رسول اللہؐ کے کام کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا ہے:۔

فان السنة عند العلماء قاضية	علماء کے نزدیک سنت کتاب پر فیصلہ کرنے والی
على الكتاب وليس الكتاب بقاض	ہے، کتاب سنت پر فیصلہ کرنے والی نہیں ہے کیونکہ
على السنة لان الكتاب يكون	کتاب کے اندر کبھی دو امر یا زیادہ کا احتمال ہوتا
محتملا لامرين فاكثر فتاتى السنة	ہے سنت ان میں سے ایک کی تعیین کرتی ہے
بتعيين احدهما فيرجع الى السنة	ایسی حالت میں سنت کی طرف رجوع کیا جائیگا
ويترك مقتضى الكتاب[1]	اور کتاب کے مقتضی کو چھوڑ دیا جائے گا۔

تفصیل کی نوعیت

بات بالکل صاف ہے "دستور" میں حکم موجود ہے مقصد مذکور ہے۔ حدودِ اربعہ کی نشاندہی کے ساتھ بعض جزئیات کی تشریح ہے اور حلت وحرمت کا بیان ہے۔ مثلاً حکم ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے مال کی زکوٰۃ نکالی جائے عدل و اعتدال پیدا کیا جائے اور حلت وحرمت کا لحاظ کیا جائے وغیرہ۔

لیکن ہاتھ کس کا کتنے پر اور کس جگہ سے کاٹا جائے۔ کس مال سے کتنی اور کس حالت میں زکوٰۃ لی جائے۔ عدل و اعتدال پیدا کرنے کے لئے کس وقت اور کس شرح کا لحاظ ہو، حلت وحرمت کی تشریح لیس اسی قدر ہے یا اور بھی کچھ اس میں شامل ہے وغیرہ۔ ان سب امور سے "دستور" فطری طور پر خاموش ہے اور یہ خاموشی اپنے اندر بہت سے "محتملات" کو چھپائے ہوئے تفصیلات کی مقتضی ہے۔

اگر "محتملات" کی تعیین و تفصیل میں رسول اللہؐ کا بیان و عمل فیصلہ کرنے والا نہ ہوگا تو کیا کسی دفتر کے ملازم و کلرک کے بیان و عمل سے کتاب اللہ پر فیصلہ کیا جائے گا؟

اسی طرح اگر یہ محتملات تعیین و تفصیل کے بغیر چھوڑ دئیے جائیں گے تو دستور کو قابلِ عمل بنانے اور محفوظ رکھنے کے لئے رسول اللہؐ سے زیادہ مستند اور کس کا بیان و عمل قرار پائے گا؟

---

[1] الموافقات [illegible] المسئلة الثانية ص [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہاء نے مذکورہ حقیقت کو چند مثالوں کے ذریعہ اس طرح سمجھایا ہے مثلاً :۔

فالقرآن آتٍ بقطع كل سارق فخصت السنة من ذلك سارق النصاب المحرز وأتى باخذ الزكاة من جميع الاموال ظاهراً فخصته باموال مخصوصة وقال تعالى ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ فاخرجت من ذلك نكاح المرءة على عمتها وخالتها فكل هذا ترك لظواهر الكتاب وتقديم للسنة ومثل ذلك لا يحصى كثرة۔

قرآن کی آیت ہر قسم کے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتی ہے لیکن سنت نے آیت کو محفوظ نصاب کی مقدار چوری کرنے والے کے لئے خاص کر دیا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی آیت کل مال سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیتی ہے لیکن سنت نے اموال مخصوصہ کے ساتھ اس کو خاص کیا ہے، اور آیت "واحلت لکم ما وراء ذلکم" (اور تمہارے لئے ان کے ماسوا، سب عورتیں حلال کی گئی ہیں) سے بیان کی ہوئی عورتوں کے علاوہ سب کی حلّت کا حکم نکلتا ہے، لیکن رسول اللہ نے پھوپی اور خالہ کے نکاح میں ہوتے ہوئے بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کو مستثنیٰ کیا ہے، ان کے علاوہ اور بہت سی صورتیں ہیں جن میں ظاہر کتاب کو چھوڑ کر سنت کو کتاب پر مقدم کیا گیا ہے۔

اس قسم کی صورتوں میں بظاہر قرآن حکیم احادیث سے مؤخر معلوم ہوتا ہے، لیکن اصلاً وہ مؤخر نہیں ہے جیسا کہ فقہاء کہتے ہیں :۔

ان قضاء السنة على الكتاب ليس بمعنى تقديمها عليه واطراح الكتاب بل ان ذلك المعبر في السنة هو المراد في الكتاب فكان السنة بمنزلة التفسير والشرح

ایسے مواقع میں کتاب پر سنت کا فیصلہ کتاب کو نظر انداز کرنے اور سنت کو مقدم کرنے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ سنت میں جو بیان مذکور ہے دراصل کتاب میں وہی مراد ہے اس لحاظ سے سنت کتاب کے احکام کے معانی کی تفسیر و تشریح کرنیوالی ہے

ا؎ الموافقات ج۴ مسئلہ ثانیہ ص۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لمعانی احکام الکتٰب ودل علی	جیساکہ خود قرآن حکیم میں ہے "لتبین للناس الخ"
ذٰلک قوله "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ	کہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کردیں جو ان کی
مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ" [1]	طرف اتارا گیا ہے۔

بعض ہوس پرستوں کی ہوس رانیاں | بعض ہوس پرستوں نے اس واضح حقیقت کے باوجود فقہاء کے مذکورہ فیصلہ کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے نزدیک "سنت کی پوزیشن ہائی کورٹ کے فیصلے کی طرح برتر ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا ہے اور قرآن کی حیثیت اس سے فروتر کسی ماتحت عدالت کے فیصلے کی طرح ہے جسے اوپر کی عدالت بلا کسی وجہ کے مسترد اور مرجوح قرار دے سکتی ہے۔" [2]

لیکن فقہ کی درج ذیل عبارت سے اس الزام تراشی کا پردہ چاک ہوجاتا ہے:۔

فمعنٰی کون السنة قاضية علی	کتاب پر سنت کے فیصلہ کرنے والی ہونے کا
الکتاب انها مبينة له فلا	مطلب یہ ہے کہ سنت کتاب کو بیان کرنیوالی ہے
يوقف مع اجماله واحتماله وقد	کیونکہ مجمل اور محتمل کو بیانِ مقصود کے بغیر کیسے چھوڑا
بينت المقصود منه لا انها	جا سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سنت کتاب
مقدمة عليه [3]	پر مقدم ہے۔

جب سنت مجمل کی تفصیل مشکل کے بیان اور مختصر کو مفصل کرنے کا نام ہے تو کتاب پر اس کے مقدم ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ مذکور ہے:۔

السنة راجعة فی معناها الی	سنت اپنے معنٰی میں "کتاب" کی طرف رجوع
الکتاب فهی تفصيل مجمله وبيان	کرنے والی ہے کیونکہ وہ مجمل کی تفصیل مشکل کو
مشکله وبسط مختصره [4]	بیان اور مختصر کو مفصل کرنے والی ہے۔

الزام تراشی اور غلط رنگ میں پیش کرنے کی وجہ مسئلہ کی پیچیدگی یا کم فہمی نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہے جس کی پردہ داری ہے:۔

---

[1] الموافقات ج۳ مسئلہ ثانیہ ص۱۰۔ [2] نگار فروری ۱۹۶۷ء ص۶۰۔ [3] الموافقات ج۴ رابع مسئلہ ثانیہ ص۸۔ [4] ایضاً مسئلہ ثالثہ ص۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

M Accession numbers 38077
Date..............

دراصل ہوس نے چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں کچھ تصویریں بنا رکھی ہیں جن کو متحرک کرنے کے لئے چند خزف ریزوں کی ضرورت ہے جو موتیوں (احادیث) کے ڈھیر میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ موتیوں کے ڈھیر سے صرف خزف ریزوں کو چنتے ہیں پھر ان کے ذریعہ تصویروں کو متحرک کرکے پردۂ سیمیں پہ لے آتے ہیں...... تصویریں پردہ پر آنے کے بعد مجبور ہوتی ہیں اور حرکات و سکنات سے ایسا نظارہ پیش کرتی ہیں کہ جسم و جان سب گرد و غبار معلوم ہوتے ہیں اور مکین و مکان کوئی اپنی جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

اس بنا پر ملت ابراہیمی کے سچے پیروکار ان سے متاثر ہوتے ہیں اور نہ خاص اہمیت دیتے ہیں۔

احادیث کس طرح قرآن حکیم کا بیان ہیں

فقہاء نے احادیث کو قرآنی احکام کا "بیان" جس طرح تسلیم کیا ہے اس سے کوئی "شپرۂ چشم" ہی انکار کرسکتا ہے یا محروم رہ سکتا ہے۔ مثلاً:

(۱) احکام کی بعض وہ حدیثیں ہیں جو عمل کی کیفیت، اسباب، شرائط، موانع اور متعلقات وغیرہ سے بحث کرتی ہیں:

کالاحادیث الآتیة فی بیان ما اجمل ذکرہ من الاحکام اما بحسب کیفیات العمل او اسبابہ او شروطہ او موانعہ او لواحقہ او ما اشبہ ذلک[1]

جیسے وہ حدیثیں جو قرآن کے مجمل احکام میں عمل کی کیفیت، اسباب، شرائط، موانع، لحقات اور اس کے مشابہ چیزوں کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔

(۲) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآنی احکام کے مقاصد ثلثہ کی رعایت و حفاظت کرنے والی ہیں یعنی قرآن میں ایسے اصول بیان ہوئے ہیں جو (۱) انسان کی ضروریات (۲) حاجات (۳) تحسینیات اور ان کے مکملات کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں، احادیث نے اصول سے جزئیات و فروع نکال کر اس طرح بیان کیا ہے کہ تینوں کی رعایت و حفاظت کے ساتھ ان کو بروئے کار لانے کی راہیں نکلتی ہیں:-

فالکتاب اتی بھا اصولا یرجع الیھا والسنة کتاب نے مقاصد کو اصول کے انداز میں بیان کیا

---

[1] الموافقات جزء رابع المسئلة الرابع ص۲۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(نت بها تفريعًا على الكتاب وبيانًا لما	اور سنت نے کتاب پر تفریع کی اور اس چیز کو
فيه [1]	بیان کیا جو کتاب میں تھا۔

(۳) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن کے بیان کردہ اصول و حدود کو مثال کے ذریعہ واضح کرتی ہیں جس سے اشتباہ رفع ہوتا ہے اور قیاس و استنباط کی راہیں کھلتی ہیں مثلاً۔

ان الله تعالى احل الطيبات وحرم	اللہ نے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام کیا ہے' ان
الخبائث وبقي بين هذين الاصلين	دو اصولوں اور حدوں کے درمیان بہت سی چیزیں
اشياء يمكن لحاقها باحدهما فبين	ایسی ہیں جو ان میں کسی ایک کے حکم میں آسکتی ہیں۔
عليه الصلوٰة والسلام في ذلك ما يتضح	رسول اللہؐ نے اس طرح وضاحت کے ساتھ بیان کیا
به الامر [2]	کہ بات صاف ہو گئی اور اشتباہ رفع ہو گیا۔

(۴) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن کی اصل پر فرع کو منطبق کرکے دکھاتی ہیں یعنی جس اصل سے اشارہ ہوتا ہے کہ اس جیسی تمام صورتوں کا یکساں حکم ہے اس پر "حدیث" فرع کو اس طرح منطبق کرتی اور حدود و قیود کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس پر اعتماد کرکے دوسری فرع کی تفریع میں سہولت ہوتی ہے۔

فانه يقع في الكتاب العزيز	قرآن حکیم میں کچھ ایسے اصول ہیں جن سے اشارہ
اصول تشير الى ما كان من نحوها له	ہوتا ہے کہ جو صورتیں اس جیسی ہوں ان سب کا حکم
حكمه حكمها وتقرب الى الفهم	اس جیسا ہے۔ نیز اصول کے انداز اطلاق سے یہ بات
الحاصل من اطلاقها ان بعض	سمجھ میں آتی ہے کہ بعض مقیدات بھی اس میں شامل
المقيدات مثلها فيجتزى	ہو سکتے ہیں چونکہ سنت ان اصول پر فرع کی تفریع
بذلك الاصل عن تفريع الفروع	کرتی ہے اس لئے اس پر اعتماد دوسری تفریعات کے
اعتمادًا على بيان السنة۔ [3]	لئے کفایت کرتا ہے۔

(۵) بعض وہ حدیثیں ہیں جو قرآن حکیم کی بیان کردہ جزئیات پر مشتمل قواعد عامہ کی تشکیل کرتی ہیں

[1] الموافقات جزء رابع المسئلۃ الرابعۃ ص۲۷۔ [2] ایضاً ص۲۳۔ [3] ایضاً ص۲۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

و محتملات کی تعیین کرتی ہیں۔

فان الادلة قد تاتی فی معان مختلفة	دلیلیں کبھی مختلف معنوں میں آتی ہیں لیکن ان کو ایک
ولکن یشملها معنی واحد شبیه	ایسا جامع معنی شامل ہوتا ہے جو مصالح مرسلہ اور
بالامر فی المصالح المرسلة والاستحسان	استحسان کو رعایت کے حکم کے مشابہ ہوتا ہے۔
فتاتی السنة بمقتضی ذلک المعنی الواحد	ایسی حالت میں سنت اس ایک معنی کے مقتضیٰ
فیعلم او یظن ان ذلک المعنی ماخوذ	کو بیان کرتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمیع افراد
من مجموع تلک الافراد [1]	میں یہی معنی لئے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ فقہاء نے بیان کی اور شکلیں بھی ذکر کی ہیں جن کے بعد کہا ہے۔

ان الکتاب دال علی السنة وان	کتاب سنت پر دلالت کرنے والی ہے اور سنت
السنة انما جاءت مبینة له [2]	کتاب کو بیان کرنے والی ہے۔

غرض "بیان" کی قسموں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کے بغیر "دستور" قابل عمل بن کر برقرار رہ سکتا ہے؟ فقہاء نے جس تفصیل سے ان قسموں کو سمجھایا اور مثالوں کے ذریعہ واضح کیا ہے ان میں غور و فکر سے آنکھوں کو جلاء اور دماغ کو تازگی حاصل ہوتی ہے۔

اگر چشمۂ آفتاب سے کوئی "شپرہ چشم" اپنی بے بصری و بے بضاعتی کی وجہ سے محروم رہے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور ہے؟ اگر چشمۂ صافی سے کوئی بوم البقر استفادہ نہ کرسکے تو اس سے "چشمہ" کی افادیت کیونکر مجروح ہوتی ہے؟

صحابہ نے ان حدیثوں کو زیادہ اہمیت دی جن کا تعلق احکام سے ہے

یہی وجہ ہے کہ صحابۂ کرام نے "دستور" کو قابل عمل بنانے کے لئے احادیث کو جزو بیان بنائے رکھا اور ہوس پرستوں کی دسیسہ کاریوں و ہوس رانیوں سے بچنے کی تاکید کی چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

ایاکم واصحاب الرای فانهم	اپنے کو اصحاب رائے سے بچائے رہو وہ احادیث کو

---

۱ الموافقات ج ۴، رابع المسئلة الرابعة ص [illegible]۔ ۲ ایضاً ص [illegible]۔

© rasailojaraid.com

اعداء السنن اعیتھم الاحادیث	محفوظ نہ رکھ سکے اس بناء پر حدیثوں کے دشمن
ان یحفظوھا فقالوا بالرای [1]	بن گئے اور اپنی "رائے" سے کہنے لگے۔

نیز صحابہؓ نے "دستور" کو دائمی شکل میں برقرار رکھنے کے لئے احادیث میں فرق و امتیاز قائم کیا، اور ان حدیثوں کو زیادہ اہمیت دی جن کا تعلق احکام سے ہے یعنی عبادات، معاملات اور اخلاق وغیرہ کے قوانین جن سے معلوم ہوتے یا مستنبط ہوتے ہیں۔

زیادہ اہمیت کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہؐ کے بیان و عمل میں شخصی و زمانی اثر کو اگر نظرانداز کر دیا گیا اور جملہ فرمودات و اعمال کو ایک ہی "خانہ" میں رکھ دیا گیا تو "دستور" کو دائمی شکل دینے کی کوئی صورت نہ رہے گی اور حالات و زمانہ کی رعایت سے موقع و محل متعین کرنے کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا جس کے بعد کوئی دستور ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل نہیں رہ سکتا۔

فقہاء کی بیان کردہ حدیث کی تین قسمیں

اسی بناء پر فقہاء نے مختصراً احادیث کی تین قسمیں کی ہیں:

(۱) ما انزل اللہ عز وجل فیہ نص کتاب فسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ما نص الکتاب	(۱) قرآن حکیم میں جس طرح صراحت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح سنت قائم کی۔
(۲) ما انزل اللہ فیہ جملۃ کتاب فبین عن اللہ معنی ما اراد۔	(۲) قرآن میں مجمل ہے لیکن رسول اللہؐ نے اللہ کی طرف سے اس کی مراد کو بیان کیا۔
(۳) ما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لیس فیہ نص کتاب [2]	(۳) رسول اللہؐ نے وہ سنتیں قائم کیں جن کا صراحۃً ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی تقسیم

حضرت شاہ ولی اللہ نے مذکورہ حقیقت کو ایک اور تقسیم کے ذریعہ سمجھایا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

اعلم ان ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودون فی کتب الحدیث	رسول اللہؐ سے روایت کی ہوئی جو حدیثیں کتابوں میں جمع کی گئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں

[1] منہاج الاصول للبیضاوی باب القیاس فی بیان انہ حجۃ۔ [2] کتاب الرسالۃ الشافعی ص باب البیان الثالث ص

© rasailojaraid.com

على قسمين احدهما ما سبيله
سبيل تبليغ الرسالة
وفيه قوله تعالىٰ ما
اٰتٰكم الرسول فخذوه وما
نهٰكم عنه فانتهوا ومنه علوم
المعاد وعجائب الملكوت
وهذا كله مستند الى الوحى
ومنه شرائع وضبط للعبادات
والارتفاقات بوجوه الضبط
المذكورة فيما سبق وهذه
بعضها مستند الى الاجتهاد
واجتهاده صلى الله عليه وسلم
بمنزلة الوحى لان الله تعالى
عصمه من ان يتقرر رأيه على
الخطاء وليس يجب ان يكون
اجتهاده استنباطاً من المنصوص
كما يظن بل اكثره ان يكون
علمه الله تعالىٰ مقاصد الشرع وقانون
التشريع والتيسير والاحكام فبين
المقاصد المتلقاة بالوحى بذلك
القانون ومنه حكم مرسلة

(ا) ایک وہ جن کا تعلق تبلیغِ رسالت سے ہے قرآن حکیم کی
آیت "وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ
فانتھوا (رسولؐ جو کچھ تمھیں دے اس کو لے لو اور جس سے
منع کرے اس سے باز آجاؤ) ایسی ہی صریثوں کے بارے
میں نازل ہوئی ہے۔ اس قسم میں درج ذیل امور سے متعلق
حدیثیں شامل ہیں (ا) علوم معاد (قیامت و آخرت
کے احوال جزا و سزا وغیرہ) (ب) عجائب الملکوت
(دوسرے عالم کے احوال و کیفیات وغیرہ) ان سب کا
مدار صرف وحی پر ہے۔ (ج) قوانین شریعت اور عبادات
و معاملات کی جزئیات کا ضبط ان اصول کے مطابق جن کا
ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان میں سے بعض کا مدار وحی پر ہے،
اور بعض کا اجتہاد پر ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اجتہاد وحی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اللہ نے آپ کو
غلط رائے پر قائم رہنے سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کے اجتہاد
کے لئے ضروری نہیں ہے کہ صراحۃً منصوصات سے
استنباط کا نتیجہ ہو جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بلکہ اجتہاد کی
زیادہ تر صورت یہ تھی کہ اللہ نے آپ کو شریعت کے مقاصد
شریعت سازی کے قوانین آسانی و سہولت کے ضابطے
اور بنیادی احکام سکھا دئے تھے آپ نے شرعی قوانین
کے ذریعہ ان مقاصد کو بیان کیا جو وحی کے ذریعہ آپ کو
حاصل ہوئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومصالح مطلقة لم يوقتها ولم
يبين حدودها كبيان الاخلاق
الصالحة واضدادها ومستندها
غالبا الاجتهاد بمعنى ان الله
تعالى علمه قوانين الارتفاقات
فاستنبط منها حكمة
وجعل فيها كلية
ومنه فضائل الاعمال ومناقب
الاعمال وارى ان بعضها مستند
الى الوحى وبعضها الى الاجتهاد وقد
سبق بيان تلك القوانين وهذا
القسم هو الذى نقصد شرحه وبيان
معانيه وثانيهما ما ليس من باب تبليغ
الرسالة وفيه قوله صلى الله عليه وسلم
انما انا بشر اذا امرتكم بشئ من
دينكم فخذوا به واذا امرتكم بشئ من
رأى فانما انا بشر وقوله
صلى الله عليه وسلم فى قصة
تابير النخل فانى انما ظننت ظنا
ولا تواخذونى بالظن ولكن
اذا حدثتكم عن الله شيئا فخذوا به

(۵) وہ حکمتیں اور مصلحتیں جو مرسل اور مطلق ہیں یعنی جن
کے لئے نہ کوئی وقت مقرر ہے اور نہ ان کی حدیں بیان
کی گئی ہیں جیسے اخلاقِ صالحہ و اخلاقِ فاسدہ کا بیان
ان میں سے اکثر کا مدار اجتہاد پر ہے جس کی صورت یہ تھی
کہ اللہ نے آپ کو باہمی معاملات و انتظام کے قوانین
تعلیم کر دیئے تھے جن سے آپ نے حکمت کے اصول مستنبط
کئے اور ان کو کلیات کی شکل دی۔
(۶) فضائلِ اعمال اور ان پر عمل کرنے والوں کے
مناقب، میرا خیال یہ ہے کہ ان میں سے بعض کا مدار
وحی پر ہے اور بعض کا اجتہاد پر ہے۔ ان سب کا بیان
اوپر گذر چکا ہے۔ ہمارا مقصد تبلیغِ رسالت سے متعلق ہی
امور کی شرح اور ان کے معانی کو بیان کرنا ہے۔
(۲) دوسرا وہ حدیثیں ہیں جن کا تعلق تبلیغِ رسالت سے
نہیں ہے۔ رسول اللہ کا یہ ارشاد "انما انا بشر" الخ
(میں صرف ایک بشر ہوں جب تمہارے دین کے متعلق کوئی
حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں تم کو اپنی رائے سے
کوئی حکم دوں تو سمجھو کہ میں بشر ہوں) اسی طرح
"کھجوروں" کے جوڑ لگانے کے واقعہ میں آپ کا یہ
فرمان "فانی انما ظننت ظنا الخ" (میں نے ایک
خیال قائم کیا تھا تم لوگ میرے خیال پر عمل نہ کرو۔
البتہ جب میں اللہ کی طرف سے کوئی بات بیان کروں تو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فانی لم اکذب علی اللہ

اس پر عمل کرو کیونکہ میں اللہ پر جھوٹ نہیں باندھتا ہوں)

اس قسم میں مندرجہ ذیل امور سے متعلق حدیثیں شامل ہیں مثلاً:-

فمنه الطب ومنه باب قوله صلی اللہ علیه وسلم علیکم بالادھم الاقرح ومستنده التجربة ومنه ما فعله النبی صلی اللہ علیه وسلم علی سبیل العادة دون العبادة وبحسب الاتفاق دون القصد ومنه ما ذکره کما کان یذکر قومه کحدیث ام زرع وحدیث خرافة

(ا) طب کے متعلق حدیثیں (ب) اور یہ ارشاد کہ تم سیاہ رنگ اور ایسے گھوڑے پر سوار ہو جس کی پیشانی میں تھوڑی سفیدی ہو' ایسی حدیثوں کا مدار وحی پر نہیں بلکہ تجربہ پر ہے۔ اسی طرح (ج) آپ نے جو کچھ عادۃً کیا عبادۃً نہیں' اتفاقاً کیا قصداً نہیں' (د) نیز وہ واقعات جن کا پوری قوم میں چرچا تھا مثلاً ام زرع اور خرافہ کے قصے۔

(باقی)

قصص القرآن (چار جلدوں میں) جدید ایڈیشن

مؤلفہ، مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب (مرحوم)

جلد اوّل: حضرت آدمؑ تا حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ۔ ص ۳۶ ۵ طباعت آفسٹ

قیمت 10/- مجلد 12/-

جلد دوم: حضرت یوشعؑ تا حضرت یحییٰؑ ص ۲۸۰ قیمت 4/- مجلد 5/-

جلد سوم: انبیاء کے واقعات کے علاوہ باقی قصص قرآنی کا بیان، ص ۴۴۰

قیمت 5/50 مجلد 6/50

جلد چہارم: حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پاک اور دعوت حق

ص ۵۲۰ قیمت 9/- 10/-

پوری کتاب کے مجموعی صفحات ۱۷۷۶ بڑی تقطیع، قیمت 28/50 مجلد 32/50

ملنے کا پتہ: مکتبہ برہان' اردو بازار جامع مسجد' دہلی ۶

© rasailojaraid.com